میاں بیوی کا ایک دوسرے کو بھائی، بہن کہنا کیسا؟

مجیب: مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Gul-2553

تاریخ اجراء: 22ذوالحجۃ الحرام 1443ھ /22جولائی 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو ہنسی مذاق میں بھائی بہن کہہ دیں جیسے بعض اوقات شوہر کے منہ سے بہن نکل جائے یا بیوی کے منہ سے بھائی نکل جائے، تو کیا اس سے نکاح پر کوئی اثر پڑتا ہے؟ سنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زوجہ محترمہ کو بہن کہا تھا۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شوہر کا اپنی بیوی کو ماں، بہن، بیٹی کہہ کر پکارنا یا یوں کہنا کہ تم میری ماں، بہن، باجی ہو، یا بیوی شوہر کو بھائی کہے، تو یہ سب صورتیں حرام ہیں، جن سے توبہ کرنا اس پر لازم ہے، البتہ اس سے نکاح پر کچھ اثر نہیں پڑتا اور جہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنی بہن کہہ کر پکارا تھا، تو اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا مجبوری کے تحت توریہ کے طور پر کیا تھا، کیونکہ آپ کو ایک ظالم بادشاہ نے پکڑ لیا تھا اور اس کا طریقہ یہ تھا کہ جس مسافر کی بیوی خوبصورت دیکھتا، اسے طلاق دلوا کر خود قبضہ کر لیتا تھا، اگر شوہر طلاق نہ دیتا، تو اسے قتل کر دیتا تھا، البتہ بھائی سے بہن کو نہیں چھینتا تھا، اس لیے آپ نے فرمایا تھا کہ یہ میری بہن ہیں اور مراد یہ لی تھی کہ دِین شریک بہن ہیں۔

سنن ابو داؤد شریف میں ہے: ”ان رجلا قال لامرتہ، یا اخیۃ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اختک ھی، فکرہ ذلک ونھی عنہ“ یعنی ایک شخص نے اپنی بیوی کو اے میری بہن! کہہ کر پکارا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ تیری بہن ہے؟ اسے ناپسند فرمایا اور اس سے منع کیا۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الطلاق، جلد 1، صفحہ 319، حدیث 2210، مطبوعہ لاھور)

بیوی کو بہن کہنے کے بارے میں سیدی اعلی حضرت، امام اہلسنت علیہ الرحمۃ فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ”زوجہ کو ماں بہن کہنا خواہ یوں کہ اسے ماں بہن کہہ کر پکارے، یا یوں کہے، تو میری ماں، میری بہن ہے سخت گناہ و ناجائز ہے، مگر اس سے نہ نکاح میں خلل آئے، نہ توبہ کے سوا کچھ اور لازم ہو۔“ (ملخص از فتاوی رضویہ، جلد 13، صفحہ 280، مطبوعہ رضافاونڈیشن، لاھور)

فتاویٰ امجدیہ میں ہے: ”یہ لفظ کہ وہ میری بہن ہے، کہنا مکروہ و بُرا ہے، مگر اس سے طلاق یا ظِہار نہیں ہوتا، کہ اس کے لیے تشبیہ کا لفظ ہونا ضروری ہے۔“ (فتاویٰ امجدیہ، جلد 2، صفحہ 284، مطبوعہ کراچی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بہن کہنے کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”اپنی عورت کو ماں یا بہن کہنا کہ اس کا نام رکھنے سے نہ وہ حقیقۃً اس کی ماں بہن ہو جائے گی، نہ اس کی مقاربت میں اس پر اصلاً کوئی مواخذہ کہ اس کہنے سے وہ اس پر حرام نہ ہوگئی، ہاں صرف اتنی قباحت ہوگی کہ اس نے بے کسی ضرورت و مصلحت کے ایک جائز حلال شے کو حرام نام سے تعبیر کیا، کما قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا﴾ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور بیشک وہ بری بات اور جھوٹ کہتے ہیں۔ **پھر اگر مصلحت ہو، تو یہ قباحت بھی نہ رہے گی** ”کقول سیدنا ابراھیم علیہ السلام لسیدتنا سارۃ رضی اللہ تعالی عنھا انھا اختی“ **جیسا کہ سیدتنا حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرمانا کہ بیشک یہ میری بہن ہے۔**“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 17، صفحہ 313،312، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہن کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ”توریہ سے مراد یہ ہے کہ ذو معنی والا لفظ بول کر بعید معنی مراد لینا، ضرورت کے وقت توریہ بالکل جائز ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہوا کہ حضرت خلیل اپنی بیوی حضرت سارہ کے ساتھ عراق سے شام کی طرف براستہ مصر ہجرت کرکے جا رہے تھے کہ مصر سے گزرے، وہاں کا قبطی بادشاہ صادق ابن صادون بڑا ظالم تھا، جس مسافر کی بیوی خوبصورت دیکھتا، اسے طلاق دلوا کر خود قبضہ کرلیتا تھا، وہاں یہ واقعہ پیش آیا، اس ظالم نے پہلے تو آپ کو بلایا تا کہ آپ سے طلاق حاصل کرکے حضرت سارہ پر قبضہ کرے، آپ نے فرمایا کہ یہ بی بی صاحبہ میری بہن ہیں، وہ بے دین بھائی سے بہن کو نہیں چھینتا تھا، بلکہ خاوند سے بیوی کو طلاق دلواتا تھا، اگر طلاق نہ دیتا، تو اسے قتل کردیتا تھا، آپ بہ تعلیم الٰہی اس کا یہ اصول جانتے تھے۔ آپ سارہ کے پاس آئے ان سے فرمایا کہ یہ ظالم اگر

جان لے گا کہ تم میری بیوی ہو، تو یہ تمہارے متعلق مجھ پر غلبہ کر لے گا، اس طرح کہ مجھ سے تمہیں بذریعہ طلاق لے لے گا یا مجھے قتل کرا دے گا، اگر وہ تم سے پوچھے، تو اسے بتانا کہ تم میری بہن ہو، کیونکہ تم میری اسلامی بہن ہو ، مردوں میں حضرت یوسف علیہ السلام بڑے حسین تھے اور عورتوں میں حضرت سارہ بڑی حسینہ تھیں، بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن حضرت سارہ کی میراث تھا۔ حضرت سارہ ہاران کی بیٹی تھیں، ہاران اور آزر دونوں آپ کے چچا تھے، والد تارخ تھے، جو مؤمن تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورۃً اپنی بیوی کو بہن کہنا جائز ہے، اس سے ظہار نہیں ہو جاتا۔" (مراۃ المناجیح، جلد7، صفحہ409تا411، مطبوعہ لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم